عمران بے شرم سیاستدانوں کے نرغے میں

تحریر: سہیل احمد لون

گزشتہ برس تحریک انصاف نے 126 دن کے دھرنے کا عالمی ریکارڈ بنایا جس میں عوام خصوصاً پی ٹی آئی ووٹرز اور سپوٹرز کو بہت سے سنہری خواب دکھائے گئے جو بالآخر غریب عوام کو دکھائے جانے والے وہی خواب ثابت ہوئے جو وطن عزیز میں ایک روایتی سیاستدان عوام کو اکثر دکھاتا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ عمران خان روایتی سیاستدان نہیں ہے مگر روایتی سیاستدانوں کے حصار میں رہنے کی وجہ سے اسے اپنی فطرت سے ہٹ کر فیصلے کرنے پڑے۔ اسمبلیوں میں واپس آنے کا فیصلہ بھی ان میں سے ایک ہے، شاید عمران خان نے اپنی زندگی میں اتنا برا وقت پہلے نہ دیکھا ہو جیسا انہوں نے اسمبلی میں سات ماہ بعد داخل ہو کر دیکھا۔ اس تجربے نے عمران خان کو یہ تو ضرور سکھا دیا کہ نیوٹن کا تیسرا قانون ابھی تک قابل عمل ہے۔ دھرنوں کے دوران عمران خان کی تلخ باتوں کا جواب دینے کے لیے خواجہ سعد رفیق کو ایک خصوصی ٹاسک ملا تھا جسے انہوں نے بڑے احسن طریقے سے نبھایا۔ استعفیٰ استعفیٰ کھیلنے کے بعد اسمبلی میں آنے کے بعد یہ ٹاسک وزیر دفاع خواجہ آصف کو سونپا گیا اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ''خواجہ'' کوئی بھی ہو عمران خان کو کھری کھری سنانے میں جگہ، موقع یا حالات کی پروا نہیں کرتے۔ خواجہ آصف نے تحریک انصاف کے پارلیمنٹرین کو شرم کرو، حیا کرو، کوئی گریس بھی ہوتی ہے، کوئی Ethcis بھی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ کہہ دیا۔ آل پارٹی کانفرنس ایک حساس مقصد کے لیے بلائی گئی تھی جس میں ان سیاسی رہنماؤں کو شرم دلائی گئی جو اسی اسمبلی کو سات ماہ برا بھلا کہنے کے بعد پھر اسی تنخواہ پر کام کرنے آ گئے۔ تحریک انصاف کو تو شرم کے ساتھ ساتھ ایک سبق بھی مل گیا ہو گا۔ تحریک انصاف کے اسمبلیوں میں آنے سے متحدہ قومی موومنٹ کو آئین کی شق 64 یاد آ گئی۔ کیا اس شق کے پہلے 62، 63 پر کبھی عمل ہوا ہے؟ آئین کے آرٹیکل 8 سے 28 تک عوام کے جن بنیادی حقوق کا ذکر ہے کیا عوام کو وہ تمام سہولیات میسر ہیں؟ اس میں عوام کے جان و مال کی حفاظت کا ذکر بھی ہے اور جتنی قتل و غارت کراچی میں ایم کیو ایم کے دور میں ہوئی ہے اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کا واضح ثبوت متحدہ کے وجود میں آنے سے پہلے اور متحدہ کے عروج پر آنے کے بعد کراچی کے حالات کا موازنہ کرنے سے پتہ چل جائے گا۔ گزشتہ چند برسوں سے کراچی دنیا کے خطرناک ترین شہروں میں شمار ہو رہا ہے۔ اس پر بھی ارباب اختیار کو شرم اور حیا کرنی چاہیے۔ خواجہ آصف اپنا سیاسی شجرہ دیکھیں تو ان کو بھی ''جمہوریت'' بچانے اور ''جمہوریت'' کا ساتھ دیتے وقت شرم و حیا کرنی چاہیے۔ میاں نواز شریف کے سیاسی باپ جنرل ضیاء الحق ان کے حقیقی باپ کے بھی سیاسی گرو تھے۔ خواجہ آصف اسمبلی کے اسی فلور پر افواج پاکستان کے خلاف بدترین زبان استعمال کرنے کے جرم کے مرتکب ہو چکے ہیں تو تحریک انصاف کیا چیز ہے۔ خواجہ آصف کو فوج میں اتنی موج نظر آتی ہے تو خود خاکی یونیفارم پہن کر موج اڑانے بھرتی ہو جاتے یا اپنی نسل کو موج کرانے فوج میں بھیج دیتے۔ اگر فوج میں اتنی موج ہوتی تو کیپٹن صفدر فوج چھوڑ کر سیاست میں نہیں آتا بلکہ حمزہ شریف، مونس الٰہی، بلاول زرداری، وغیرہ کاکول اکیڈیمی سے پاس آؤٹ ہوتے۔ چند دن قبل گیاری سیکٹر میں شہید ہونے والے 139 فوجی جوانوں کی تیسری برسی تھی جن کے شہید ہونے پر ایک دن کا سوگ بھی نہیں منایا گیا تھا

مگر آج بھی سیاسی رہنماؤں کی برسیاں بڑے جذبے سے منائے جاتی ہیں پھر بھی کچھ سیاستدان اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ جس شخص کا پاک فوج کے بارے میں ایسی منفی سوچ ہو اسے اگر وزیر دفاع بنا دیا جائے تو اس پر بھی کسی کو شرم وحیا کرنی چاہیے۔ چھ ماہ میں ڈشیڈنگ ختم کرنے کا وعدہ کر کے حکومت بنانے والوں کو اسے جوش خطابت کہنے والوں کو بھی شرم و حیا کرنی چاہیے۔ ملک میں 15 ارب روپے کی یومیہ کرپشن ہو رہی ہے، میاں برادرز کے شہر لاہور میں ایک سال میں درجنوں جانیں صرف گٹر کے ڈھکن نہ ہونے کی وجہ سے اس میں گرنے سے چلی جاتی ہیں، ہسپتالوں میں بچوں کو چوہے کاٹنے سے ہلاکتیں ہو جاتی ہیں، دنیا کی بہترین ایئر لائنیز میں شمار ہونے والی قومی ایئر لائن کا دیوالیہ ہو رہا ہے، قیام پاکستان کے وقت انگریزوں سے ہمیں بہترین نہری نظام، پرائمری سکول کا نظام اور وسیع وعریض ریلوے کا نیٹ ورک ملا، ان تمام کو بہتر کرنے کی بجائے ہم نے بیڑہ غرق کر دیا ہے، دنیا کے سب سے کم Value والے پاسپورٹ میں گرین پاسپورٹ کا تیسرا نمبر ہے۔ کیمرے کی آنکھ کے سامنے تقریباً سو افراد کو گولیاں ماری جاتی ہیں جس کے بعد استعفی، انکوائری اور جے آئی ٹی سب کھڈے لائن لگا دی جاتی ہیں۔ جعلی ادویات، ملاوٹ زدہ دودھ، قبروں سے مردے نکال کر بیچے جاتے ہیں یا بے حرمتی کی جاتی ہے، ہزارہ کیمونٹی، آرمی پبلک سکول کے شہیدوں اور دیگر کئی سانحات میں شہید ہونے والوں کا لہو ہم چند دنوں میں بھول کر نئے سانحہ کا انتظار کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ مذمت کر سکیں اور کمیشن بنا کر معاملے پر مٹی ڈال سکیں۔ اجتماعی خودکشیاں، بچے برائے فروخت، بے روزگاری، دہشت گردی، نا انصافی، معاشی بد حالی، اغواء برائے تاوان، ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی جیسے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ مگر کسی کو شرم نہیں آتی، کوئی حیاء نہیں کرتا، کسی کی غیرت جوش نہیں مارتی۔ تھر میں جمہور بھوک سے مر رہے ہیں مگر جب "جمہوریت" کو خطرہ محسوس ہوا تو جن کے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر عوام کا پیسہ نکالنے کی بات کرتے تھے جن کو چوک میں الٹا لٹکانے اور سڑکوں پر گھسیٹنے کی بات کرتے تھے ان کو ساتھ ساتھ کھانے پیش کرنے والے اور کھانے والوں کو بھی تھوڑی شرم کرنی چاہیے تھوڑی حیاء کرنی چاہیے۔

عمران خان کو جب قومی کرکٹ ٹیم کی قیادت سونپی گئی تو اس وقت قومی ٹیم نے کبھی کوئی ٹائٹل نہیں جیتا تھا، سیریز ڈرا کرنا جیت ہی تصور کیا جاتا تھا۔ عمران خان نے جارحانہ قیادت سے ٹیم کو متعدد ٹائٹل جتوائے اور بڑی بڑی ٹیموں کے خلاف سیریز بھی جیتیں۔ عمران خان جب کرکٹ چھوڑ کر گئے تو انہوں نے ایسی ٹیم تیار کر دی تھی جس نے ایک دہائی تک عروج دیکھا۔ ان کے دریافت کردہ کھلاڑیوں میں سعید انور، انضمام الحق، رمیز راجہ، عامر سہیل، وسیم اکرم، وقار یونس، معین خان، وغیرہ نے قومی ٹیم کی قیادت کی، جبکہ عاقب جاوید، وسیم اکرم، وقار یونس کوچنگ بھی کر چکے ہیں۔ کرکٹ اور سیاست میں بڑا فرق یہ ہے کہ کرکٹ میں پرفارمنس پہلے قیادت بعد میں جبکہ سیاست میں قیادت پرفارمنس کی مرہون منت نہیں ہوتی۔ اگر عمران خان نے سیاست میں بھی اپنی ٹیم کا چناؤ ویسے ہی انصاف سے کیا ہوتا جیسے کرکٹ میں کیا تھا تو آج تحریک انصاف کی ٹیم میں کئی ایسے سیاسی کھلاڑی ہوتے جو تحریک انصاف کی قیادت کرنے کے اہل ہوتے......تو ہو سکتا ہے آج عمران خان کو یہ الفاظ نہ سننا پڑتے کہ شرم کرو، حیاء کرو......!!!

لیکن انسان کو اپنی غلطیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ کرکٹ کے کھلاڑی عمران خان خود بناتا اور کھیلاتا تھا لیکن سیاست کے کھلاڑی اُسے بنے

بنائے ملے ہیں اور جو کچھ اُس نے بنایا تھا وہ سب کچھ تو اُس نے ابراہیم لودھی کے ہاتھیوں کے پاؤں تلے دے کر مار ڈالا ہے یعنی اپنے پرانے ورکرز جنہوں نے اُس کے ساتھ تبدیلی اور انقلاب کا عہد کیا تھا۔اب بھلا شاہ محمود قریشی' جہانگیر ترین' پرویز خٹک' اسد عمر' سیف اللہ نیازی اور ایسی لاتعداد سیاسی گدھوں کا تبدیلی یا انقلاب سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟اس کا مطلب ہے یہ سب ڈرامہ ہے' عمران خان روایتی سیاست کا شکار اور مصلحت پسند ہو چکا ہے۔وہ اپنی تنظیم کے کرپٹ لوگوں کو جانتے ہوئے بھی اُن کے خلاف کارروائی نہیں کرتا ورنہ تسنیم نورانی رپورٹ میں صدر پنجاب اعجاز چوہدری کے خلاف دو پیرا گراف وہ خود حذف نہ کرواتا۔عندلیب عباس جو کل تک ایک ایسے ہوٹل کی رسپشنسٹ تھی جو دو دو گھنٹے کیلئے بک ہوتا تھا اب وہ 80 کروڑ کے اثاثے ظاہر کر رہی ہے۔جوائنٹ پارٹی الیکشن اور تبدیلی رضا کار اسکیم کی کمائی ہے۔جنرل سیکرٹری پنجاب ڈاکٹر یاسمین راشد الیکشن کے دوران پارٹی کے 38 لاکھ پچاس ہزار لے کر الیکشن لڑتی ہے اور اس کے بعد پاکستان کے تمام ڈاکٹروں سے بھی فنڈ اکٹھا کرتی ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔جب عمران خان کرپٹ لوگوں کا ساتھ دے گا اور اُن کے نرغے میں پھنسا رہے گا تو پھر اُسے شرم کرو حیا کرو تو سننا پڑے گا لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اُسے یہ سب کچھ ایک ایسے شخص نے کہا جسے خود سب سے زیادہ شرم کرنی چاہیے تھی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

10-04-2015.